رشوت

فقہ المعاملات کے آئینے میں

تحریر (عربی) عبداللہ محسن الترکی اردو ترجمہ نصیر احمد ملی

لغوی تعریف:

رِشا یعنی ڈول کی رسی، بقول بعض ''رِشَا'' رسی کو بھی کہتے ہیں، چنانچہ کہتے ہیں اَرشَتُ الدَّلوَ ڈول میں رسی لگایا۔۔اصمعی کہتے ہیں: جب حنظل کی بیلیں پھیل جاتی ہیں تو کہتے ہیں: ''اَرْشَتْ'' یعنی بیلیں پھیل کر لمبی لمبی ٹہنیوں والی ہوگئیں جیسے رسی ہو جاتی ہے، یوں ہی کہا جاتا ہے: ''اِستَرْشی مَافِی الضَّرعِ'' یعنی تھن سے سارا دودھ نکالا، اوراس میں جو کچھ تھا اس کو حاصل کرلیا۔

ابن الاعرابی نے کہا: ''اَرشی الرَّجلُ'' یعنی اونٹنی کے بچے کا سیرین کو کھجلایا تا کہ وہ تیز دوڑے، اونٹنی کے بچہ کو ''رَشِیُّ'' بھی کہا جاتا ہے۔

لیث نے کہا: رَشوُ یعنی رشوت کا فعل، اورمُراشاۃ یعنی ایک دوسرے کی مدد کرنا اور فیصلہ میں انصاف سے ہٹ کر مائل ہونا۔

منذری نے ابوالعباس سے ان کا قول نقل کیا ہے کہ رِشْوَۃُ کا لفظ رَشَا الفُرخ سے ماخوذ ہے۔ یہ اس وقت بولا جاتا ہے جب چوزہ گردن بڑھا کر اپنا سر ماں کی طرف لے جاتا ہے تا کہ وہ اس کو چوگا دے۔

رشوۃ راء کے ضمہ (زبر) اور کسرے (زیر) کے ساتھ بولا جاتا۔ ہے جیسے ''رَشَاہُ رِشْوَۃً'' اس کو رشوت دی، اِرْتَشی مِنہ رِشْوَۃً جب کوئی شخص رشوت لے، اس کی جمع رُشَا آتی ہے۔(۱)

رِشْوَۃ کا ہم معنی لفظ برطیل ہے (بمعنی رشوت اور) ایک سخت گول لمبا پتھر جو بولنے والے کے منہ میں اس لئے ڈال دیا جاتا ہے تا کہ بات کرنے اور بولنے سے اس کو روک رکھے۔(۲)

اورضرب المثل کے طور پر بولا جاتا ہے: **اَلبَرَا طیلُ تَنْصُرُ الاَبَاطیل** یعنی رشوت **باطل** کاموں کے لئے مدد و معاون ہوا کرتی ہے۔(۳)

اصطلاحی تعریف:

۱) بقول بعض: رشوت (ہر وہ مال ہے جو بشرط اعانت خرچ کیا جائے) یعنی وہ مال جو کسی کام میں کسی شخص کی مدد حاصل کرنے کی غرض سے خرچ کیا جائے۔ اس تعریف سے ''ہدیہ'' خود بخود نکل جاتا ہے کیونکہ یہ اعانت کی شرط کے ساتھ نہیں دیا جاتا۔ لیکن یہ تعریف غیر رشوت کو رشوت میں داخل ہونے سے مانع نہیں جیسے مزدور، انجینئر یا وکیل کو اُجرت یا فیس دے کر اس سے کام کرانا ظاہر ہے، ان کا تعلق رشوت سے نہیں (لیکن اس تعریف سے ان کا شمار بھی رشوت میں ہوتا ہے)۔(۴)

۲) بعض کہتے ہیں کہ: ''رشوت وہ ہے جس کو لینے والے کی طلب پر اس کے حوالہ کیا جائے یعنی رشوت لینے والے کی طلب پر جو مال بطور رشوت دیا جائے، وہ رشوت کہلاتا ہے لیکن یہ تعریف جامع نہیں اس لئے کہ اس میں وہ رشوت نہیں آتی جو بغیر طلب کئے دی جاتی ہے۔ اسی طرح یہ تعریف مانع بھی نہیں، اس لئے کہ غیر رشوت اس تعریف سے رشوت میں شمار ہو جاتی ہے جیسے وہ صدقہ اور خیرات جو طلب کرنے پر دے دیا جائے، دونوں ہی چیزیں اس تعریف کی رو سے رشوت شمار ہوں گی، اس لحاظ سے یہ تعریف نہ جامع ہے نہ مانع ہے۔(۵)

۳) بعض کہتے ہیں کہ ''رشوت ہر وہ اُجرت اور مزدوری ہے جس کا حرام ہونا تینوں شرعی اصولوں سے ثابت ہو، یعنی ہر ایسا مال رشوت ہے جو کسی مصلحت یا مفاد کی تکمیل کے عوض دیا جائے، اور اس کا اس طرح دینا کتاب وسنت اور اجماع اُمت جیسی قطعی دلیلوں سے ثابت ہو۔(۶)

لیکن یہ تعریف مانع نہیں کیونکہ یہ رشوت اور غیر رشوت دونوں کو اپنے اندر شامل کر لیتی ہے جیسے حرام اُجرت مثلاً کسی نے ایک معصوم مومن کا خون بہانے کے لئے ایک شخص کو اُجرت پر ٹھہرایا، (یہ اُجرت حرام ہے لیکن اس کی تعریف سے یہ بھی داخل رشوت ہوتی ہے) لہٰذہ تعریف مانع نہیں۔

۴) بعض کہتے ہیں کہ: ''رشوت حاجت برآری کا ایک ذریعہ ہے جو مصانعت یعنی رشوت کے لین دین سے عمل میں آتا ہے یعنی کوئی آدمی اپنی حاجت نکالنے کے لئے فیصلہ میں انصاف سے ہٹانے کے لئے مال کا لالچ دے کر، خاطر مدارت کر کے یا چاپلوسی کے ذریعہ جو رشوت دیتا

ہے، اس کو رشوت کہا جاتا ہے۔ لیکن یہ تعریف رشوت کی تعریف کہلانے کے لائق بھی نہیں ہے۔ اس لئے کہ تعریف میں مصانعت کا جو لفظ آیا ہے اگر اس کے معنی خود رشوت کے ہیں جیسا کہ بعض اہل لغت نے اسکی وضاحت اسی سے کی ہے۔ (۷)

تو یہ لفظ کی تعریف خود اسی لفظ سے ہوگی، اور یہ معیوب ہے، اور اگر مصانعت سے مراد خاطر مدارت اور مداہنت ہو تو تعریف مانع نہیں ہوگی (ایضاً) اس لئے کہ اس طرح غیر رشوت بن جائے گی، جیسے چاپلوسی، خاطر تواضع، منافقت یا خوشامد سے کوئی کام کرانا بھی رشوت ہے۔

۵) بعض یہ کہتے ہیں کہ: ''رشوت وہ ہے جو حق کو باطل اور باطل کو حق ثابت کرنے کے لئے دیا جائے۔ (۸) یعنی ثابت شدہ شرعی حق کو باطل ثابت کرنے یا شرعاً جو چیز باطل ہو اس کو حق ثابت کرنے کے لئے جو کچھ خرچ کیا جائے، اس کو رشوت کہتے ہیں یہ تعریف بھی اس لئے جامع نہیں ہے کہ رشوت کی جملہ اقسام کو یہ اپنے اندر سمیٹ نہیں سکتی، جیسے وہ رشوت جو ایسا کام کرانے کیلئے دی جائے، جس میں کوئی باطل نہ ہو۔

۶) بعض کہتے ہیں کہ: ''رشوت وہ چیز ہے جیسے کوئی آدمی محض اس لئے دیتا ہے تا کہ اس کے حق میں کوئی باطل فیصلہ صادر کر دیا جائے، یا کسی منصب پر فائز کر دیا جائے، یا اس کی خاطر کسی انسان کی حق تلفی کی جائے، اس پر ظلم و زیادتی کی جائے (۹) یعنی وہ مال جو رشوت لینے والے کے لئے اس بنا پر خرچ کرے، تا کہ اس کے حق میں سچائی کے خلاف فیصلہ کر دیا جائے، یا اسے کوئی ولایت یا منصب حاصل ہو جائے، خواہ وہ اس کا اہل کیوں نہ ہو، یا انتقامی جذبہ سے مغلوب ہو کر کسی کو ظلم و زیادتی کا نشانہ بنائے، یہ تعریف بھی جامع نہیں ہے کیونکہ رشوت کی جملہ اقسام اس میں شامل نہیں ہیں۔

۷) ابن عابدین رحمتہ اللہ علیہ نے کہا ہے: رشوت وہ چیز ہے جو آدمی کسی حاکم یا غیر حاکم کو اس مقصد کے تحت دیتا ہے کہ فیصلہ اس کے حق میں ہو، یا اس کے من پسند منصب پر اسے فائز کرے۔ (۱۰)

اس تعریف سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ رشوت حاکم یا غیر حاکم کو کسی کی طرف سے پیش کی جاتی ہے۔ اس لحاظ سے دیکھا جائے تو رشوت عام ہوگی، یہ بھی ہوسکتا ہے کہ وہ مال ہو یا اس شخص سے حاصل ہونے والی کوئی منفعت ہو، یا اس کی خاطر کسی قسم کے کام کی ادائیگی ہو، حاکم سے یہاں مراد

قاضی ہے۔

غیر حاکم سے مراد ہر وہ شخص ہے جس سے رشوت دینے والے کی غرض اور مفاد پورے ہونے کی توقع ہو، خواہ وہ حکومت کا والی ہو، یا کسی محکمہ کا ملازم ہو، یا کوئی مخصوص کام اس کے سپرد ہو جیسے تاجروں یا کمپنیوں کا ایجنٹ ہو، یا زمینداروں کا گماشتہ ہو وغیرہ۔

اور رشوت دینے والے کے حق میں فیصلہ کرنے، یا رشوت دینے والے کی مرضی کے مطابق رشوت لینے والے کو برانگیختہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ رشوت دینے والے کی مرضی اور اس کے مقصد کو رشوت لینے والا پورا کرے اور اس سے کوئی بحث نہ کرے کہ وہ مرضی یا مقصد حق ہے یا باطل ہے۔

لیکن سابقہ تنقید وتبصرے کے پیش نظر میں یہ سمجھتا ہوں کہ سب سے محفوظ تعریف ابن عابدین کی بیان کی ہوئی تعریف ہے، کیونکہ یہ تعریف جامع اور ٹھوس ہے، دوسرے اس کے علاوہ تعریفوں پر جس قدر نقد ونظر اور اعتراض وارد ہوا، یہ تعریف اس سے خالی ہے۔

لغوی اور اصطلاحی مفہوم کے درمیان ربط:

گذشتہ سطروں میں جو لغوی معنی مذکور ہے، اس کا اصطلاحی تعریف سے ربط صاف نظر آتا ہے کیونکہ رشوت اسی لئے دی جاتی ہے تاکہ مفاد اور مصلحتوں کی بابت فیصلے میں حق اور انصاف سے گریز کیا جائے، اور رشوت ڈول اور رسی کی طرح ہوتی ہے، اسی طرح رشوت دینے والا اس چوزے کی طرح ہوتا ہے جو اپنا سر اس لئے اوپر اٹھاتا ہے تاکہ اس کی ماں اسے چوگا دے، رشوت، راشی اور مرتشی (لینے اور دینے والے) کے درمیان ایک جوڑ کا کام دیتی ہے، جیسے رسی اور ڈول جوڑ کا کام دیتی ہیں، اور جس طرح تیز دوڑانے کے لئے اونٹ کے بچہ کے سرین کو سہلایا جاتا ہے۔ اسی طرح رشوت لینے والے کو اس لئے رشوت دی جاتی ہے تاکہ وہ مطلوبہ کام پوری طرح انجام دے سکے۔

جُرمِ رشوت کے اہم اجزاء:

فقہ اسلامی کی روشنی میں رشوت کے اہم اجزاء کی بابت کافی غور وخوض اور جستجو اور تلاش کے باوجود کہیں ان کے بارے میں کچھ نہیں مل سکا، اس لئے بتوفیق الٰہی میں نے فقہا کی گذشتہ

تحریروں پر از سر نو غور کیا اور خاص طور پر آخری تعریف کی مدد سے ایک چارٹ تیار کیا، جس کا خلاصہ حسب ذیل ہے:

۱) مرتشی:

وہ شخص جو کسی دوسرے سے مال کا تقاضا کرتا ہے، یا اس سے کسی نفع کا حصول چاہتا ہے تا کہ اس کے عوض اس کی کوئی غرض پوری کر دے جس کی ادائیگی اس کے لئے ضروری ہو، یا اس کا کوئی غیر شرعی کام انجام دے دے۔ کام انجام دینے کا مطلب دونوں سے، یعنی کام کر دینا ہو یا کام کرنے سے رُک جانا ہو۔

۲) راشی:

وہ شخص ہے جو یہ سارا مال خرچ کرتا ہے، یا مفاد بہم پہنچاتا ہے تا کہ اسکی غرض پوری ہو سکے۔

۳) رشوت:

وہ مال یا منفعت ہے، جو رشوت دینے والا خرچ کرتا ہے تا کہ رشوت لینے والا مذکورہ غرض یا مفاد کو پورا کر سکے۔

رشوت کی قسمیں:

یہ فصل چار مطالب پر مشتمل ہے۔

پہلا مطلب حق کو باطل کرنے یا باطل کو حق ثابت کرنے کے لئے رشوت کا لین دین۔

حلال واضح ہے، حرام بھی واضح ہے حق باقی رہنے والا ہے باطل مٹ جانے والا ہے، اور اللہ کی شریعت وہ روشنی ہے جو ہر ایسی ظلمت کو کافور کرتی ہے جس سے بندہ مومن فریب کھا سکتا ہے، جس کی آڑ میں مجرم چھپ کر وار کر سکتا ہے اس لئے ہر ایسا وسیلہ اور سہارا بھی حرام ہے جس کے ذریعہ حق کے خلاف باطل کو غلبہ مل رہا ہو، اور چونکہ رشوت ان وسائل میں سے ایک ہے جس کے سہارے حق کو باطل اور باطل کو حق ٹھہرایا جاتا ہے اس لئے اسلام نے اس کو حرام قرار دیا ہے اور حرام اور خبیث وقبیح میں اس کو شمار کیا، اور اس سے پیدا گناہ جس طرح رشوت لینے والے کو ہوگا رشوت

دینے والا اور بیچ کا ایجنٹ بھی اس جرم کا گنہگار ہوگا۔

اس میں ذرہ برابر شک نہیں کہ کسی بھی خلاف شرع چیز کے حصول کے لئے روپیہ خرچ کرنا بدترین اور بے حد شرمناک فعل ہے کیونکہ یہ روپیہ ممنوع اور حرام کام کے مقابلہ میں خرچ کیا جارہا ہے اور جو مال اللہ کی سرکشی یا نافرمانی کے لئے خرچ کیا جائے کبھی اسکی حرمت اتنی شدید ہوئی ہے کہ اس کی خرابی زنا کاری سے بڑھ جاتی ہے کیونکہ رشوت کے ذریعہ آدمی غیر کا مال ہڑپ کر لینے کا راستہ پاتا ہے جبکہ اس سے اس بیچارے کا دل تنگ ہوتا ہے اور اسے بے حد تکلیف لاحق ہوتی ہے۔ رہی زنا کاری میں خرچ کی گئی رقم تو وہ محض ایک حرام فعل کا ذریعہ اور وسیلہ بنتی ہے اور زنا کار مرد وعورت کو اس فعل سے لطف اور لذت ملتی ہے لیکن یہ بھی ضروری کہا جا سکتا ہے کہ زنا کاری وہ گناہ نہیں جس سے ایک دو متاثر ہوں بلکہ یہ وہ لعنت ہے جس سے پورا سماج شدید طریقہ سے متاثر ہوسکتا ہے مثلاً یہی کہ اس سے حسب ونسب میں فرق پڑتا ہے اور خاندان مخلوط ہو جاتا ہے، ان خرابیوں کی وجہ سے یہ کہنا بجا ہے کہ زنا کاری رشوت سے کہیں زیادہ شدید لعنت اور بدترین گناہ ہے۔(۱۱)

ممکن ہے مذکورہ دعوے اور دلیل کے جواب میں یہ کہا جائے کہ پھر بھی زنا کاری ایک ایسا گناہ ہے جس کا تعلق بندہ اور اس کے رب سے ہے اور اللہ رب العزت کی ذات وہ ہے جو اپنا حق وصول کرنے والوں میں سب سے زیادہ چشم پوشی اور فراخدلی کرتی ہے اور جب بندہ کوئی معصیت کرتا ہے تو آپ اکیلا اگر اپنے پروردگار کے سامنے توبہ کر لے تو یہی اس کی مغفرت کے لئے کافی ہوتا ہے (جبکہ رشوت ستانی میں ایسا نہیں) اس لحاظ سے زنا کاری اور رشوت ستانی میں نمایاں فرق ہو جاتا ہے۔(اور رشوت ستانی کی خرابی زنا کاری سے بڑھ جاتی ہے) (ایضاً)۔

اور جو مال حاکم کو اس غرض کے لئے دیا جائے کہ وہ باطل کو حق ثابت کر دے، یا کسی غیر کے حق کو باطل قرار دے یا حاکم کے علاوہ کسی اور کو اپنی نفسیاتی اغراض کے لئے روپیہ بطور رشوت دیا جائے تو یہ حرام رشوت کی بدترین مثال ہوگی، کیونکہ رشوت اسی غرض کے تحت دی جاتی ہے تا کہ اس کے ذریعہ باطل کو حق اور حق کو باطل ثابت کیا جائے یا اس کے حق کو غصب کرلیا جائے، جس نے اس کی طرح رشوت ادا نہیں کی ہے۔

اور جو حاکم کو باطل ثابت کرنے کے لئے رشوت لیتا ہے، اس کی حرکت سے اس کا فسق دو طرح سے ثابت ہوتا ہے:

☆ فقہ المعاملات پر اپنی نوعیت کا پہلا اور منفرد مجلّہ ☆

۱) ایک اس طرح کہ اس نے رشوت لینے کا ارتکاب کیا، جو سراسر باطل کی اعانت کے لئے صرف ہو رہی ہے اور یہ حرام ہے، لہٰذا اس کے عوض جو چیز لی جائے گی وہ بھی حرام ہوگی اور اس کا کرنے والا فاسق ہوگا۔

۲) دوسرے رشوت لے کر وہ ناحق فیصلہ کرے گا۔(۱۲)

یہ قطعی حرام ہے جس کا ارتکاب کرنے والا فاسق ہے، یا تو اسے معزول کر دیا جائے گا یا معزول کئے جانے کے لائق ہوگا۔ جیسا کہ آئندہ تفصیل میں آئے گی (انشاء اللہ)۔

رہا رشوت دینے والا تو وہ دو وجہ سے فاسق کہے جانے کا مستحق ہوگا:

۱) ایک اس لئے کہ اس نے رشوت کی مد میں روپیہ خرچ کیا۔

۲) دوسرے اس نے اپنے اور دوسرے کے حق میں ظلم کیا۔

اور یہ امر مسلم ہے کہ جو چیز فسق کا سبب ہو وہ بھی حرام ہوتی ہے، لہٰذا رشوت کی یہ قسم بالاتفاق (۱۳) حرام (۱۴) ہے۔ اس کا ثبوت وہ نصوص اور صراحتیں ہیں جو رشوت کی بابت وارد ہیں، ان کی تفصیل باب دوم کی پہلی فصل میں مذکور ہے۔

دوسرا مطلب: کسی حق کو حاصل کرنے کے لئے رشوت دینا۔

تیسرا مطلب: ظلم وضرر کو رفع کرنے کے لئے رشوت دینا۔

انسان فطری طور پر شہریت پسند واقع ہوا ہے، اس لئے اس کے اور اس کے علاوہ دوسروں کے درمیان اجتماعی اور سماجی روابط استوار ہوتے ہیں۔ باہمی مصلحتوں اور مفاد کا تبادلہ ہوا کرتا ہے اور حقوق کی فراوانی اور افزائش ہوتی ہے لیکن بہتیرے ایسے ہوتے ہیں جو حق کی ذمہ داری قبول کرنے کے باوجود اس کے ساتھ انصاف سے کام نہیں لیتے چنانچہ حقوق ضائع ہوتے ہیں، ایک دوسرے پر مظالم میں اضافہ ہوتا ہے اور ایذاء رسانی کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ انجام کار بعض لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو اس کشمکش میں اپنا حق وصول نہیں کر سکتے یا ظلم وضرر کا دفعیہ ان کے بس کا روگ نہیں ہوتا، ایسے حالات میں چارو ناچار انہیں رشوت کا سہارا لینا پڑتا ہے حالانکہ ان صورتوں میں افضل ترین صورت یہ تھی کہ یہ صبر سے کام لیتے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ غیب سے ان کے حق کے حصول کی آسان راہیں پیدا فرماتا اور اس ظلم وضرر کا دفعیہ کرتا۔

بہر کیف جب یہ شخص ان حالات میں رشوت کی راہ پر بگٹٹ چل پڑتا ہے تو سوال یہ پیدا

ہوتا ہے کہ گنہگار کون ہوگا؟ آیا رشوت لینے والا تنہا مجرم ہوگا؟ یا لینے اور دینے والے دونوں یکساں گنہگار ہوں گے؟ اس سلسلے میں علماء کی دو رائیں ہیں:

۱) مرتشی یعنی رشوت لینے والا تنہا گنہگار ہوگا، رشوت دینے والا گنہگار نہیں ہوگا، جمہور علماء کا یہی مسلک ہے۔ (۱۵)

فقیہ ابو اللیث سمرقندی کہتے ہیں: ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں، چنانچہ اس میں کوئی مضائقہ نہیں کہ آدمی رشوت کے ذریعہ اپنی جان و مال سے مضرت دفع کرے۔ (۱۶)

حاشیہ رہونی (جلد: ۷ صفحہ ۳۱۳) میں ہے بعض علماء کہتے ہیں: اگر تم عاجز رہے اور اپنے حق کو ثابت کرنے کے لئے کوئی شرعی دلیل قائم نہ کر سکے پھر تم نے کسی ایسے حاکم سے مدد چاہی جو شرعی دلیل کے بغیر فیصلہ دے دیتا ہے تو تمہارے بجائے وہ حاکم اس صورت میں گنہگار ہوگا جبکہ حق کسی باندی کے بابت ہو اور اس کی شرمگاہ کو حلال سمجھا جا رہا ہو۔ اور اس صورت میں تمہارا اس حاکم سے مدد طلب کرنا واجب ہوگا۔ اس لئے کہ حاکم کا قصور زنا اور غصب کے قصور سے بہر حال ہلکا ہے اور یہی صورت بیوی کی بابت نزاع میں بھی ہوگی اور اسی طرح اگر تم نے فوج اور پولیس سے مدد چاہی تو وہ گنہگار ہوں گے تم گنہگار نہ ہوگے۔ یہی حال سواری وغیرہ کے غصب کی صورت میں ہوگا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ مدد کرنے والے سے ہر چند کہ معصیت سرزد ہوتی ہے لیکن فساد سرزد نہیں ہوتا جبکہ مدعا علیہ کا جھٹلانا، یا غصب کر لینا معصیت اور فساد دونوں ہوتا ہے اور شارع علیہ السلام نے کسی بگاڑ سے بچنے کے لئے اس سے چھوٹے بگاڑ کی اجازت دی ہے لیکن اس حیثیت سے نہیں کہ وہ بگاڑ ہے (بلکہ اس حقیقت سے کہ اس کے ذریعہ بڑے بگاڑ سے تحفظ ہوتا ہے)۔ جیسے قیدی کا فدیہ دینا، (ایک بگاڑ ہے) اس لئے کافروں کا ہمارا مال لینا حرام ہے، پھر اس مال کی خرابی اور بربادی لازم آتی ہے (لیکن پھر بھی اس خرابی کو اس لئے برداشت کیا جاتا ہے تاکہ اس سے بڑی خرابی یعنی مسلمان کی کافر کی قید سے رہائی نصیب ہو پھر یہاں کافر قیدی کا فدیہ دینا بہرصورت ایک خرابی تھا) لیکن جس چیز میں کسی خرابی کا ڈر نہ ہو، وہ بدرجہ اولی جائز ہوگی اور اگر متنازع فیہ حق کوئی معمولی چیز ہو جیسے کوئی ٹکڑا یا ایک کھجور ہو تو اس کو شرعی دلیل کے بغیر حاصل کرنا حرام ہوگا، کیونکہ حکم الٰہی کے خلاف فیصلہ کرنا نہایت سنگین بات ہے لہٰذا معمولی چیزوں میں اس قسم کی خلاف ورزی کرنا درست نہ ہوگا۔۔۔ الخ۔

علامہ ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے ظلم وضرر کو دفع کرنے یا کسی حق کو حاصل کرنے کے لئے

رشوت دینے کے جواز پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا ہے: ''اگر یہ کہا جائے کہ ظلم دفع کرنے کے لئے مال دینے کو تم مباح کیوں سمجھتے ہو جبکہ تم نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے توسط سے یہ حدیث روایت کی ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا، اے اللہ کے رسول ﷺ اگر کوئی شخص میرا مال چھیننا چاہے (تو میں کیا کروں؟) آپ ﷺ نے فرمایا: اسے اپنا مال ہرگز نہ دو۔ اس نے عرض کیا: اگر اس نے مجھ سے لڑائی کی تو آپ کا کیا حکم ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تم بھی اس سے لڑو۔ اس نے عرض کیا اگر اس نے مجھے مار ڈالا تو آپ کا فیصلہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تم شہید ہو گئے۔ اس نے کہا: اور اگر میں نے اسے مار ڈالا تو اس کے بارے میں آپ ﷺ کیا کہتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ شخص دوزخ میں ہوگا''۔

یونہی ایک حدیث میں ہے کہ ''اللہ تعالیٰ نے رشوت دینے والے اور رشوت لینے والے پر لعنت فرمائی ہے'' تو اس کا جواب یہ ہے کہ رشوت دینے والا دفع ظلم کے لئے مجبوراً رشوت دے رہا ہو تو وہ راشی نہیں ٹھہرے گا اور لڑنے کی بابت حدیث سے متعلق ہم کہیں گے کہ: جو شخص ظلم کے دفعیہ کی مقدرت رکھتا ہو، اسے ایک پائی یا اس سے زیادہ دینا بھی درست نہ ہوگا، ہاں جو مجبور ہے تو اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لَایُکَلِّفُ اللہ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا۔

اللہ تعالیٰ کسی انسان کو اس کی وسعت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا (البقرۃ:۲۸۶)

امام مسلم رحمہ اللہ سے منقول رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد ہے کہ:

اِذَا اَمَرْ تُکُمْ بِاَمْرٍ فَاْتُوْا مِنْہُ مَا اسْتَطَعْتُمْ

جب میں تمہیں کسی کام کا حکم دوں تو حتی المقدور اس کی تعمیل کرو۔

اس (آیت اور روایت) سے لڑنے مرنے اور بیچ بچاؤ کرنے کی فرضیت ساقط ہو جاتی ہے۔ لہٰذا اب جو جواب دیا جائے گا اس کی حیثیت جبر و اکراہ اور زور زبردستی کی ہوگی۔

امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ایک حدیث میں رسول اکرم ﷺ کا یہ ارشاد منقول ہے کہ

رُفِعَ عَنْ اُمَّتِی الْخَطَاُ وَالنِّسْیَانُ وَمَا اسْتُکْرِھُوْا عَلَیْہِ

میری امت سے خطا اور نسیان اور جو کام زور زبردستی سے کرایا گیا ہو، وہ معاف کر دیا گیا ہے۔

نیز سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے منقول وہ روایت پایۂ ثبوت کو پہنچتی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا

اَطْعِمُوْا الْجَائِعَ وَفُكُّوا الْعَانِیَ (بخاری، دارمی، احمد)

یعنی بھوکے کو کھانا کھلاؤ اور قیدی کو رہائی دلاؤ۔

یہ حکم ناحق گرفتار ہر مظلوم کی بابت وارد ہے خواہ وہ کافروں کی قید میں اسیر ہو یا مسلمان کے ماتحت گرفتار ہو۔(۱۷) اور میری نظر میں حق کو حاصل کرنے اور ظلم وضرر کو دفع کرنے کے لئے رشوت دینا اسی وقت جائز ہوگا جبکہ انسان اپنا حق حاصل کرنے یا ظلم وضرر کو دفع کرنے سے قطعی عاجز ہو، یہاں تک کہ اسے حق کو حاصل کرنے کے لئے حکومتی یا غیر حکومتی سطح پر کسی قسم کی تائید وحمایت حاصل نہ ہو، نہ ہی ایسا کوئی سہارا اسے مہیا ہو جو اس پر ہونے والے مظالم کے خلاف اسے انصاف دلا سکے، یا اگر کوئی سہارا بھی ہو تو اسے ڈر ہے کہ اگر اس نے اس سے تعاون چاہا تو پہلے سے زیادہ خطرہ اور مشکلات اسے لاحق ہوں گی۔ ایسے وقت رشوت دے کر کام نکالنے کی اسے اجازت ہوگی۔

اس نقطہ نظر کے دلائل:

۱) رشوت لینے والا گنہگار ہے، اس کی دلیلیں:

ا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى (المائدہ: ۲)

اور (دیکھو) نیکی اور پرہیز گاری کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کیا کرو۔ (۱۸)

استدلال کی وجہ اور اس کا طریق کار:

حق کو حقدار تک پہنچانا اور اس سے ظلم کو دفع کرنا، تعاون کی ایک قسم ہے آیت اسی کا حکم دیتی ہے، اس لئے کسی عوض معاوضے اور لین دین کے بغیر اس سلسلے میں کامل تعاون کرنا واجب ہو جاتا ہے اب اگر کوئی شخص اس تعاون کے صلے میں روپیہ وصول کرتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنا فرض ادا کرنے کے لئے اس کا عوض یعنی رشوت لیتا ہے، لہٰذا لینے والا اس کی وجہ سے گنہگار ہوگا۔

۲) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْ آلاتَاْکُلُوْا اَمْوَالَکُمْ بَیْنَکُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّا اَنْ تَکُوْنَ تِجَارَۃً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْکُمْ(نساء: ۲۹)

اے ایمان والو آپس میں ایک دوسرے کا مال نا جائز طور پر نہ کھایا کرو، ہاں اگر آپس کی رضا مندی سے خرید و فروخت ہو تو (مضائقہ نہیں)۔(۱۹)

استدلال کا طریق کار:

اگر کوئی حق دار کو حق تک پہنچائے یا مظلوم سے ظلم و ضرر کو دور کرنا چاہے لیکن اس سے رشوت کے طور پر اس کی قیمت وصول کرے تو یہ بھی تو باطل طریقہ سے دوسرے کا مال ہڑپ کرنے کی ایک قسم ہوگی، جبکہ آیت نے اس سے منع کیا ہے، اور ممانعت کبھی تحریم کا فائدہ دیتی ہے، لہٰذا اس طرح مال لینا حرام ہوگا، خصوصاً قاضی، حکام اور ملازمین کے لئے جن کا کام ہی یہ ہے کہ وہ حق کو حق دار تک پہنچائیں اور باطل کا دفعیہ کریں۔

۳) امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند کے ساتھ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

وَاللّٰہُ فِیْ عَوْنِ الْعَبْدِمَاکَانَ الْعَبْدُفِیْ عَوْنِ اَخِیْہِ (عون المعبود: ج:۱۳،ص: ۲۹۰)

اللہ تعالیٰ اس وقت تک بندے کی مدد کرتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد کرتا ہے۔

استدلال کی وجہ اور اس کا طریقہ کار:

حق کو حق تک پہنچانے یا کسی انسان سے ظلم و ضرر دفع کرنے کے لئے رشوت لینا عدم تعاون کی علامت ہے اور عدم تعاون آدمی کو تائید غیبی اور امداد ربانی سے دور کرتا ہے، اور جو شخص امدادِ الٰہی اور نصرت سے محروم ہونے کے اعمال کرتا ہے ایسا شخص گنہگار ہوتا ہے۔ لہٰذا رشوت لینے والا بھی گنہگار ہوگا، اور اس کا رشوت لینا حرام ہوگا۔

۴) سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے امام ابو داؤد رحمتہ اللہ علیہ نے نبی اکرم ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ:

مَنْ شَفَعَ لِاَحَد فَاَهْدَیٰ لَهٗ هَدِیَّةً عَلَیْهَافَقَبِلَهَا فَقَدْ اَتٰی بَابًا عَظِیْمًا مِنْ اَبْوَابِ الرِّبٰو(عن المعبود شرح ابو داؤد جلد:۹صفحہ:۴۵۱)

جس شخص نے کسی کے لئے سفارش کی پھر اس کی وجہ سے کوئی ہدیہ دیا گیا، اور اس نے اس کو قبول کرلیا، تو اس نے سود کے ایک بڑے دروازے میں گھسنے کا ارتکاب کیا۔

استدلال کی وجہ اور اس کا طریقہ کار

اچھے کام کی سفارش کرنا پسندیدہ فعل ہے۔کبھی سفارش کرنا واجب بھی ہو جاتا ہے مذکورہ بالا روایت میں نبی اکرم ﷺ یہ فرمارہے ہیں کہ سفارش پر جس نے تحفہ لیا اس کا یہ عمل سود کا ایک بڑا دروازہ تصور کیا جائے گا۔ اور سود حرام ہے لہٰذا اس قماش کا تحفہ لینا بھی حرام ہوگا اور جب سفارش پر تحفہ لینا حرام ٹھہرا تو حق دار کو حق پہنچانے یا مظلوم سے ظلم ومضرت دفع کرنے کے لئے تحفہ لینا بھی بدرجہ اولیٰ حرام ہوگا۔

۵) امام بخاری اور امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے یوم نحر کو خطبہ دیا اور فرمایا:

فَاِنَّ دِمَاءَ کُمْ وَاَمْوَالَکُمْ عَلَیْکُمْ حَرَامٌ

(نیل الاوطار ج : ۵ صفحہ ۸٦)

تمہارا خون اور تمہارے مال تم پر حرام ہیں۔

استدلال کا طریقہ کار

حدیث بتاتی ہے کہ بلاوجہ ناحق مال لینا حرام ہے اور حق کو حقدار تک پہنچانے یا کسی مظلوم آدمی سے ظلم ومضرت دفع کرنے کے لئے اس سے روپیہ بطور رشوت لینا ناحق مال لینے کے مترادف

ہے۔لہٰذا وہ بھی حرام ہوگا۔

۶) امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے رسول اکرم ﷺ سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا:

لا یحلُّ لا مْرِئٍ مَنْ مَّالِ اَخِیْہِ اِلَّا مَاطَابَتْ بِہ نَفْسُہٗ

(مسند احمد ج:۵ ص:۱۱۳، نیل الاوطار ج:۸ ص:۲۷۷)

اپنے بھائی کا مال اسکی رضامندی کے بغیر لینا کسی شخص کیلئے جائز نہیں ہے۔

استدلال کی صورت اور اس کا طریقہ کار:

جو شخص اپنا حق حاصل کرنے، یا اپنے اوپر ظلم وضرر دفع کرنے کے لئے مال خرچ کرتا ہے وہ دل سے اس کے لئے راضی نہیں ہوتا، بلکہ زور زبردستی اور جبر واکراہ سے ایسا کرتا ہے اور مجبور سے مال لینا حلال نہیں، لہٰذا اس کا لینا حرام ہوگا۔

۷) مسروق رحمۃ اللہ علیہ نے سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے انہیں یہ کہتے ہوئے سنا:

مَنْ رَدَّ مُسْلِمٍ مُظْلَمَۃً فَاَعْطَاہُ عَلٰی ذٰلِکَ قَلِیْلاً اَوْ کَثِیْرًا فَھُوَسُحْتٌ فَقَالَ رَجُلٌ یَا اَبَا عَبْدَ اللہِ مَا کُنَّا نَظُنُّ اَنَّ السُّحْتَ اِلَّا الرِّشْوَۃَ فِی الْحُکْمِ فَقَالَ ذٰلِکَ کُفُوٌ نَعُوْذُ بِا للہِ (حاشیہ الرھونی ج:۷ ص:۳۱۳)

جس شخص نے ایک مسلمان سے ظلم کو دور کیا اور اس نے کم یا زیادہ اسے کچھ دیا تو وہ حرام ہے۔ایک شخص نے کہا: ابوعبداللہ: ہم تو صرف فیصلہ دینے کی بابت رشوت دینے کو سخت (حرام) سمجھتے تھے، آپ نے فرمایا یہ تو کفر ہوگا اس سے ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔

استدلال کی وجہ اور اس کا طریق کار:

دفع ظلم کے لئے مال لینا سخت (حرام) ہے، اس لئے ظلم دفع کرنے کے لئے مال لینا بھی سخت حرام ہوگا۔

۲) نیز اس لئے کہ مسلمان سے ظلم کا دفع کرنا واجب ہے اور واجبات پر مال لینا جائز نہیں ہے۔(۲۰)

حق کے حصول اور ظلم وضرر کو دفع کرنے کیلئے رشوت کے جواز کی دلیلیں:

۱) رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

اِجْعَلْ مَالَکَ دُوْنَ نَفْسِکَ وَنَفْسَکَ دُوْنَ دِیْنِکَ

اپنے مال کو اپنی جان سے کم مرتبہ سمجھو، اور اپنی جان کو اپنے دین سے کم مرتبہ خیال کرو(۲۱)

استدلال کی وجہ اور اس کا طریق کار:

جب انسان کو اپنی جان کا خطرہ لاحق ہو تو نبی اکرم ﷺ نے ظلم وضرر کے دفعیہ کے لئے مال کو ڈھال اور بچاؤ کا سامان بنانے کی اجازت دی ہے اور اس قسم کے معاملہ میں رشوت دینا ایک قسم کی حفاظتی تدبیر ہے لہٰذا مال دینا درست ہے۔

۲) سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جس وقت آپ حبشہ میں تھے آپ نے گلوخلاصی کے لئے بطور رشوت دو دینار دیئے، تب کہیں آپ کو رہائی ملی، اس وقت آپ نے فرمایا تھا:

اِنَّ الْاِثْمَ عَلَی الْقَابِضِ دُوْنَ الدَّافِعِ

لینے والا گنہگار ہے دینے والا نہیں۔(۲۲)

استدلال کی وجہ اور طریق کار:

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ظلم دفع کرنے کے لئے رشوت دی، اس لئے کہ وہ جانتے تھے کہ ایسا کرنے میں گناہ ان پر ہوگا۔ اور صحابی کا فعل لائق سماعت ہے بشرطیکہ کسی صحیح حدیث سے اس کا ٹکراؤ نہ ہو اور یہ واقعہ ہے کہ ان کا یہ فعل کسی حدیث کے معارض نہیں ہے۔

۳) عبدالرزاق نے جابر بن زید اور شعبی سے نقل کیا ہے، وہ دونوں کہتے ہیں کہ کوئی شخص اپنی جان یا مال پر ظلم و زیادتی کے دفعیہ کے لئے رشوت دے تو اس کے اندر کوئی مضائقہ نہیں

ہے۔ عطا اور ابراہیم نخعی رحمتہ اللہ علیہ سے بھی یہی منقول ہے (۲۳)

ہشام نے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا: ''اللہ کے رسول ﷺ نے رشوت لینے اور رشوت دینے والے پر لعنت کی ہے''۔ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں لعنت اسی وقت ہوگی جبکہ حق کو باطل اور باطل کو حق ثابت کرنے کے لئے رشوت دے لیکن اگر مال کے تحفظ کے لئے رشوت دے تو مضائقہ نہیں ہے۔

یونس نے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ اپنی عزت کو بچانے کے لئے اپنا کچھ مال رشوت کے طور پر دینے میں مضائقہ نہیں ہے۔

سفیان رحمتہ اللہ علیہ نے عمرو سے اور انہوں نے ابوشعثا سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا: ''زیاد کے دور میں رشوت سے زیادہ کوئی نفع بخش چیز ہمارے لئے نہیں تھی'' اس طرح دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ سلف صالحین نے رشوت کی اسی صورت میں اجازت دی ہے جبکہ آدمی اپنے اوپر سے ظلم کو دفع کرنے کیلئے ظالم کو یا اس کی عزت کو خاک میں ملانے والے کو کچھ دیکر چھٹکارا حاصل کرے۔ (۲۴)

یہ جمہور تابعین سے منقول آثار اور روائتیں ہیں جن سے اس حال میں رشوت دینے کی اجازت نکلتی ہے، پھر کسی سے ان کے خلاف منقول نہیں، لہٰذا اس سے جواز ثابت ہوتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ وہب بن منبہ رحمتہ اللہ علیہ سے کسی نے کہا کیا ہر حال میں رشوت دینا حرام ہے؟ انہوں نے کہا نہیں بلکہ رشوت حرام اسی وقت ہے جب تم روپیہ اس لئے دو تا کہ جو تمہارا نہیں وہ تمہارا ہو جائے، یا جو حق تم پر لازم ہے تم اس سے پہلو تہی کر لو۔ اور اگر تم نے اس لئے رشوت دی تا کہ اپنے دین اور اپنے جان و مال کی حفاظت کر دو تو یہ حرام نہیں۔ (۲۵)

۴) پورا پورا حق وصول کرنے کے لئے رشوت دینا، راستی اور سچائی کے ساتھ اپنا حق وصول کرنے کے مترادف ہے۔ لہٰذا جس طرح بھاگے ہوئے غلام اور خصومت کے لئے وکیل مقرر کرنے کی اُجرت دی جاتی ہے، ان پر قیاس کر کے صورت مذکورہ میں بھی رشوت کی اجازت ہے۔ (۲۶)

۲) رشوت کا لینا دینا یکساں حرام ہے۔ (۲۷)

اس نقطہ نظر کے دلائل:

الف: اس نظریہ کے حاملین نے رشوت لینے کی حرمت پر سابقہ نظریہ کے دلائل سے استدلال کیا ہے۔

ب: صورت مذکورہ میں رشوت دینے کی حرمت کے دلائل ان کی نظر میں حسب ذیل ہیں:

۱) رسول اکرم ﷺ کے اس ارشاد کا عموم ہی اس کی دلیل ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''رشوت لینے اور دینے والے پر اللہ کی لعنت ہو''۔ یہ عموم ہر رشوت لینے والے کو شامل کرتا ہے خواہ وہ اپنا حق حاصل کرنے کے لئے رشوت دے یا ظلم دفع کرنے کے لئے رشوت دے، یا حق کو باطل اور باطل کو حق ثابت کرنے کے رشوت دے۔

۲) مسلمان کے مال کی بابت یہی ہے کہ (غیر شرعی طور پر) اس کا کھانا حرام ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لا تأكلوا أموالكم بينكم بالباطل (نساء: ۲۹)

یعنی آپس میں ایک دوسرے کا مال ناجائز طور پر نہ کھایا کرو۔

استدلال کی وجہ اور اس کا طریق کار:

صورت مذکورہ میں رشوت لینے والے کو مال دینا ناجائز طور پر مال کھانے میں اس کی مدد کرنے کے مترادف ہے۔ اور ناجائز اور غیر شرعی طریقہ پر اس کا مال کھانا اس کی بربادی کا پیش خیمہ ہے اور یہ امر مسلم ہے کہ غیر شرعی طریقہ پر مال کو برباد کرنا بذات خود حرام ہے۔ لہٰذا اس صورت میں رشوت دینے والے کا دینا بھی حرام فعل ہوگا۔

۳) حرمت کے اس ضابطہ میں دینے والا بھی شریک کار ہوگا اگر اس نے اس لئے رشوت دی ہے کہ اگر وہ حق پر ہے تو حکم الٰہی کو پالے تب بھی اس کا یہ دینا حلال نہیں ہوگا۔ اس لئے کہ یہ دیا گیا مال ایک ایسے واجب فعل کے عوض میں دیا گیا جس کو برملا انجام دینا خود اللہ نے اس حاکم پر فرض کر رکھا ہے۔ اگر اس نے اپنی اس ذمہ داری کو کھلم کھلا انجام نہیں دیا اور اس کے عوض کچھ مال لے لیا تو اس کی وجہ سے وہ ضرور گنہگار ہوگا۔ (۲۸)

لہٰذا اس کا دینا حرام ہوگا۔ کیونکہ دینے والے کی یہ حرکت حاکم کو گناہ کے گڑھے میں گرا دیتی ہے۔ (۲۹)

علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نہیں جانتا کہ حق کے طلبگار کا حاکم کو رشوت

دینا کسی خصوصی دلیل کی وجہ سے جائز کیا گیا ہے جبکہ حق تو یہ ہے کہ رشوت دینا مطلقاً حرام ہے۔ اب جس کسی کے پاس کسی صورت میں جواز کی کوئی دلیل ہو، اور وہ لائق قبول ہو تو ٹھیک ورنہ وہ دلیل اسی کو رد کردی جائے گی۔ (۳۰)

راقم السطور عرض پرداز ہے کہ حرمت کو خاص کرنے کی دلیلیں تو وہی ہیں جنہیں ہم نے پیشتر ذکر کیا لیکن مجبوری وہاں آتی ہے جہاں صبر کا دامن ہاتھ سے چھوٹ جاتا ہے۔ حق کے ضیاع کا ڈر لاحق ہوتا ہے اور اسے خود اپنے خلاف ظلم وضرر کا اندیشہ ہوتا ہے، پھر رشوت کے علاوہ اس کے گرد اس کا کوئی ہمدرد اور غمگسار نہیں ہوتا۔ اب اگر وہ رشوت دیتا ہے تو اس کا حق اس کو دستیاب ہوتا ہے وگرنہ نہیں۔

اور اوپر مذکور دلیلیں اس حدیث کی تخصیص بنتی ہیں کہ "رشوت لینے والے اور رشوت دینے والے پر اللہ کی لعنت ہو" اور اگر غیر شرعی طور پر مال کی بربادی سے اس کی حرمت لازم آتی ہے تو جو مال قیدیوں کی رہائی کے لئے خرچ کیا جائے گا وہ بھی باطل طریقہ سے برباد کئے جانے کی تعریف میں آئے گا لیکن اس کے باوجود اس کا خرچ کرنا جائز ہے تا کہ قیدی چھوٹ جائے لہٰذا حق کو چھڑانے اور باطل کی قید سے رہا کرنے کے لئے بھی اگر کچھ خرچ کیا جائے، یا ظلم وضرر کو دفع کرنے کے لئے خرچ کیا جائے تو اس کی اجازت ہونی چاہیے۔

اور رہی یہ بات کہ مذکورہ طریقہ سے حاکم یا رشوت لینے والے کو گنہگار کرنا لازم آتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس نے خود اپنے لئے رشوت لینا اختیار کیا اس کا قصد وارادہ خود اس کے اندر شامل ہے، پھر ایک آدمی جس نے اپنے لئے گناہ کو پسند کیا، اس کے مقابلہ میں حق کی وصولیابی اور ظلم کا دفعیہ کہیں زیادہ بہتر اور بدرجہا اولی ہے۔

اس بنیاد پر راقم السطور کے نزدیک پہلی رائے ترجیح کے لائق ہے یعنی یہ کہ رشوت کی اس قسم پر حرمت کا وہ حکم عائد نہیں ہوگا جو رشوت کی دوسری صورتوں کے لئے شرعی طور پر نافذ ہے۔

مسئلہ: جو شخص منصب قضاء کے لئے نامزد ہوا کیا وہ اس منصب پر فائز ہونے کے لئے رشوت دے سکتا ہے؟

الجواب: علامہ ابن عابدین نے "صاحب البحر" کے اس قول کو نقل کیا ہے کہ "جس شخص کا منصب قضاء کے لئے نام آیا لیکن اس منصب پر فائز ہونے کے لئے اسے روپیہ دینا ہوگا تو آیا اس غرض

کیلئے وہ روپیہ خرچ کرے یا نہیں؟ اس بارے میں صریح حکم میری نظر سے نہیں گزرا لیکن ہونا تو یہی چاہیے کہ مال خرچ کرنا اس کیلئے حلال ہو جیسا کہ منصب قضاء طلب کرنا حلال ہے۔

صاحب البحر کی اس رائے پر تنقید کرتے ہوئے، صاحب نہر نے لکھا ہے: لیکن صاحب البحر نے جو یہ لکھا کہ رشوت دے کر منصب قضاء پر فائز ہونے والا قاضی نہیں کہلایا جا سکتا، ان کے اس قول سے اوپر کے قول (قضاء کے لئے مال خرچ کرنا حلال ہے) کی خود بخود تردید ہو جاتی ہے، اس لئے کہ سچ تو یہ ہے کہ جب اس نے قضاء کا منصب طلب کیا (اور نہ ملا) تو سوال کرنے کی ضروری اور بھاری ذمہ داری سے وہ سبکدوش ہو گیا، اور جب بادشاہ نے اسے ذمہ داری نہیں سونپی تو وہ آپ گنہگار ہوگا اس لئے کہ جب سلطان لائق ترین کو اس منصب پر فائز نہ کرے، اور کسی نالائق کو اس گدی پر بٹھا دے تو سلطان اللہ، اس کے رسول ﷺ اور جماعت المسلمین کے سامنے خیانت کا مرتکب ہوگا۔ اور جب یہی سلطان نامزد قاضی کو منصب قضاء پر فائز نہ ہونے دے اور اسے روک کر کسی اور کو نامزد کرے تو نامزد کے لئے ہرگز یہ ضروری نہیں ہوگا کہ وہ رشوت دے کر اس منصب پر فائز ہو، لہٰذا اس صورت میں رشوت دینا اس کے لئے کیسے حلال ہو سکتا ہے؟ (۳۱)

حوالہ جات وحواشی

(۱) (تہذیب اللغۃ جلد: ۱۱ صفحہ ۴۰۶)

(۲) (حاشیہ عابدین جلد ۵، صفحہ ۳۶۲، تعریب السیاسۃ الشرعیۃ فی حقوق الراعی وسعادۃ الرعیۃ ص: ۵۰)

(۳) (المسٔولیۃ الجنائیۃ فی الفقہ الاسلامی)

(۴) (الاصول القضائیۃ فی المرافعاتِ الشرعیۃ ص ۳۳۰، المسٔولیۃ الجنائیۃ فی الفقہ الاسلامی ص: ۷۰)

(۵) (کشاف القناع عن متن الاقناع ج: ۶ صفحہ ۳۱۶)

(۶) (تعریب السیاسۃ الشرعیۃ حقوق الراعی وسعادۃ الرعیۃ صفحہ ۵۰، عون المعبود شرح سنن ابوداؤد جلد: ۹ صفحہ: ۴۶۹)

(۷) (تہذیب اللغۃ جلد:۲ صفحہ ۳۸، مادہ صنع)

(۸) (عون المعبود شرح ابو داؤد جلد:۹ صفحہ ۴۹۶)

(۹) (المحلی لا بن حزم جلد ۹ صفحہ ۱۵۷)

(۱۰) (حاشیہ ابن عابدین جلد:۵ صفحہ ۳۶۲)

(۱۱) (نیل الاوطار جلد ۸ صفحہ ۲۷۸)

(۱۲) (احکام القرآن للجصاص جلد:۴ صفحہ ۸۶)

(۱۳) (فتح العلام جلد ۲ صفحہ:۳۲۰، الاصول القضائیہ فی المرافعات الشرعیۃ لقراعہ صفحہ ۳۳۱، کشاف القناع عن متن الاقناع جلد:۶ صفحہ ۳۱۶، نہایۃ المحتاج شرح المنہاج جلد:۸ صفحہ ۹۵۔عون المعبود شرح سنن ابو داؤد جلد ۹ صفحہ ۴۹۶، الجامع الاحکام القران للقرطبی جلد:۶ صفحہ ۱۸۳، فتاوی شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمتہ اللہ علیہ جلد:۳۱ صفحہ ۲۸۶۔)

(۱۴) (نہایۃ المحتاج شرح المنہاج جلد ۸ صفحہ ۹۵، الجامع لا حکام القران للقرطبی جلد ۶ صفحہ:۱۸۳)

(۱۵) (فتح القدیر جلد ۵ صفحہ ۴۵۵، الاصول القضائیۃ فی المرافعۃ الشرعیہ صفحہ ۲۳۱، کشاف القناع عن متن الاقناع صفحہ ۳۱۶، حاشیہ ابن عابدین جلد ۵ صفحہ ۲۶۲، احکام القرآن للجصاص جلد ۴ صفحہ ۸۶، عون المعبود شرح سنن ابو داؤد جلد ۹ صفحہ ۴۱۶، نہایۃ المحتاج شرح المنہاج جلد ۸ صفحہ ۹۵ تعریب السیاسۃ الشرعیۃ فی حقوق الراعی وسعادۃ الرعیۃ للسید عبد اللہ صفحہ ۵۳، المحلی لا بن حزم جلد ۹ صفحہ ۱۵۷، الزوائد فی فقہ احمد بن حنبل صفحہ ۸۸۹، المقنع لا بن قدامہ جلد ۳ صفحہ ۶۱۱، حاشیہ الرہونی جلد:۷ صفحہ ۳۱۳، لبنایۃ شرح الہدایہ جلد:۳ صفحہ ۲۶۸ المسئولیۃ الجنائیۃ فی الفقہ الاسلامی لبھنی جلد ۶ صفحہ ۷۴، ۷۸)

(۱۶) (الجامع لا حکام القرآن للقرطبی، ج:۶ صفحہ:۱۸۳۔۱۸۴)

(۱۷) (المحلی لا بن حزم جلد:۹ صفحہ:۱۵۷)

(۱۸) (احکام القرآن للجصاص جلد:۴ صفحہ:۸۶)

(۱۹) (المحلی لا بن حزم ج:۹ ص:۱۵۷، نیل الاوطار جلد:۸ صفحہ ۲۷۷)

(۲۰) (فتح القدیر جلد:۵ صفحہ ۴۵۶، الاصول القضائیہ فی المرافعات الشرعیہ صفحہ ۳۳۱، حاشیہ ابن عابدین ج:۵ صفحہ ۳۶۲)

☆ فقہ المعاملات پر اپنی نوعیت کا پہلا اور منفرد مجلّہ ☆

(۲۱) (تعریب السیاستہ الشرعیۃ فی حقوق الراعی وسعادۃ الرعیۃ للسید عبداللہ جمال الدین ص:۵۳)
(۲۲) (الجامع الاحکام القرآن للقرطبی ، ج :۶ ص:۱۸۴، عون المعبود جلد ۹ ص:۴۹۶۔المسئولیۃ الجنائیۃ فی الفقہ الاسلامی ص:۷۸)
(۲۳) (احکام القرآن للجصاص جلد :۴ ص:۸۶۔ کشاف القناع جلد ۶ صفحہ ۳۱۶، عون المعبود جلد :۹ صفحہ ۴۹۶، المحلی جلد ۹ ص :۱۵۷، المسئولیۃ الجنائی:۷۸، المقنع جلد :۳، صفحہ ۶۱۱)
(۲۴) (احکام القرآن للجصاص جلد :۴ صفحہ ۸۶)
(۲۵) (الجامع الاحکام القرآن للقرطبی ج:۶ ص:۱۸۳)
(۲۶) (سبل السلام جلد :۴ صفحہ ۱۶۷)
(۲۷) (سبل السلام جلد :۴ صفحہ :۱۶۷، حاشیہ رہونی جلد :۷ صفحہ ۳۱۳، المسئولیۃ الجنائیۃ فی الفقہ الاسلامی صفحہ: ۷۷، نیل الاوطار جلد :۸ صفحہ ۲۷۰)
(۲۸) (نیل الاوطار جلد :۸ ص ۲۷۷، قدرے تصرف کے ساتھ)
(۲۹) (سبل السلام جلد :۴ صفحہ ۱۷۶)
(۳۰) (نیل الاوطار جلد :۸ صفحہ ۲۷۷، المسئولیۃ الجنائیۃ فی الفقہ الاسلامی لبہنسی ۷۷)
(۳۱) (رد المختار علی الدر المختار جلد ۴ صفحہ ۳۰۶)

☆☆☆

(جاری ہے)

☆ بقیہ :۔ اسلامی شریعت ☆

کا تعلق غالب صورتوں میں مصلحت مرسلہ کی مراعاۃ (لحاظ کرنا' خیال رکھنا) سے ہوتا ہے۔ یہ قانون سازی کے ایسے اہم ادلہ اور مصادر میں سے ہے جن کا لحاظ رکھا جاتا ہے اور استنباط کیا جاتا ہے' کیونکہ اس میں لوگوں اور معاشرے کے لئے بڑے فائدے ہیں۔ اس کا ایک فائدہ یہ ہے کہ اس سے شریعت زندہ اور ہر زمان و مکان کے لئے موزوں شکل اختیار کرلیتی ہے۔ (جاری ہے)

☆ فقہ المعاملات پر اپنی نوعیت کا پہلا اور منفرد مجلّہ ☆